

ہے۔ اس نے رنگ سے شہپر لے لیا اور اڑنے کے لیے پرتول لیے۔

مولانا طباطبائی فرماتے ہیں :

”جس طرح خون رگوں میں دوڑتا ہے، اسی طرح بیلوں میں مادہ شراب

دوڑ رہا ہے اور اس کے سبب سے بیلیں سرسبز و شاداب ہیں۔ گویا

اس کا دوڑنا پرواز ہو اور سرسبزی درنگینی شہپر پر داز ہے۔“

۸۔ لغات - موجہ گل : پھولوں کا جوش اور کثرت۔

تشریح : ہمارے تصور میں شراب کی موج اس کثرت سے جلوے دکھا

رہی ہے کہ معلوم ہوتا ہے، دور دور تک پھولوں کا جوش ہے اور ہر طرف پھولوں

ہی کے تختے کھلے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ پھر پھولوں کے جلوے نے خیال کی گزرگاہ

میں چراغاں کی سی کیفیت پیدا کر دی ہے۔

مولانا طباطبائی بالکل بجا فرماتے ہیں کہ اس شعر میں موج شراب کو پہلے موج گل

سے، پھر چراغاں سے تشبیہ دی اور چراغاں کی مناسبت کے پیش نظر خیال کو گزرگاہ

سے تعبیر کیا۔ پھر فرماتے ہیں :

”موج شراب کو چراغاں سے اگر تشبیہ دیں تو کوئی وجہ شبہ نہیں، ہاں

موج شراب کو موج گل سے تشبیہ دیں تو وجہ شبہ رنگ دونوں میں

موجود ہے اور موج گل کو چراغاں سے تشبیہ تام ہے، یعنی ہر گل کی

افروختگی شعلہ چراغ سے مشابہ ہے۔“

۹۔ تشریح : موج شراب دماغ کو نشوونما دینے کا اتنا خیال رکھتی ہے

کہ نشے کا پردہ اختیار کر کے وہ دماغ میں پہنچی اور پوری محویت سے دیکھ رہی ہے کہ

یہ کیونکر بڑھتا ہے اور ترقی پاتا ہے۔

گویا غالب کے نزدیک موج شراب اس لیے نشہ بن کر دماغ پر اثر انداز

ہوئی کہ خوب دیکھ بھال کرتی ہوئی اس کے نشوونما کا فریضہ انجام دے۔

اس شعر میں ”سر“ دماغ ”اور“ پردہ“ کی مناسبت محتاج تشریح نہیں۔